Al-Qawārīr - Vol: 03, Issue: 02,
Jan – March 2022

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
journal.al-qawarir.com

رسول اکرم ﷺ اور خواتین ایک سماجی مطالعہ، ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی کی کتاب کا تجزیہ

The Holy Prophet and Women; A Social Study
An Analysis of Dr. Yasin Mazhar Siddiqui's book

Dr. Aisha Sadaf *
Lecturer, National College of Business Administration & Economics Lahore, Sub campus Bahawalpur.
Dr Hafiza. Bareera Hameed *
Lecturer, Govt Sadiq College Women University, Bahawalpur.

Version of Record
Received: 08-9-21 **Accepted**: 27-10-21
Online/Print:25-March-2022

ABSTRACT

There is a more delicate chapter in social ethics than other chapters on feminism and even more delicate is the issue of interrelationship between men. The Prophet also established it with his reforms and hadiths. He set the standard by his pure standards.

In this book, Muhammad Yaseen Mazhar Siddiqui has narrated the incidents of visiting the houses of the women of the Holy Prophet (PBUH) for the sake of life and affairs during the Meccan and Madani periods. Contemporary women also used to attend the service of the Prophet (peace and blessings of Allaah be upon him) for many good purposes. Has also been described. This tradition of reciprocal pilgrimage has given birth to many hadiths and Islamic rules which have added to the hadith jurisprudence like the scholarly tendency and artistic tradition of women.

***Key words**: Holy Prophet, Women, Social Study, Dr. Yaseen Mazhar Siddiqui.*

سماجی اخلاقیات میں دوسرے ابواب سے کہیں زیادہ نازک جہانِ نسواں کا باب ہے اور اس سے بھی نازک تر مردوزن کے باہمی ارتباط اور تعلق کا معاملہ رسول ﷺ نے اپنی اصلاحات واحادیث سے اس کو بھی استوار کردیا جاہلیت نے جو خرابیاں پیدا کی تھی ان کو دور

CC BY

کیا اور اسلامی اصول واحکام کے تناظر میں اپنے خالص اسوہ سے اس کا معیار قائم فرمادیا۔ زیر نظر کتاب ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقیؒ [1] کی تالیف ہے جس میں انہوں نے مکی ومدنی دور میں حیات ومعاملات کی خاطر نبی کریم ﷺ کے خواتین کے گھروں میں تشریف لے جانے کے واقعات کو بیان کیا ہے۔ اور اسی طرح معاصر خواتین بھی بہت سے مقاصدِ حسنہ کی بنا پر خدمت نبوی میں حاضری دیا کرتی تھیں اور غزوات میں شامل ہوتی رہیں۔ فاضل مصنف نے ان واقعات کا ذکر کرتے ہوئے صحابہ کرام اور خواتین کے معاشرتی تعلقات اور اختلاط مردوزن کے اصولِ نبوی کو بھی بیان کیا ہے۔ زیارت باہمی کی اس سنت متواترہ نے بہت سی احادیث شریفہ اور اسلامی احکام کو جنم دیا جس نے حدیث وفقہ میں خواتین کے علم ساز رجحان اور فن خیز روایت کی طرح ڈالی۔

ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی کی کتاب "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خواتین: ایک سماجی مطالعی سیرت طیبہ کے حوالے سے ایک اہم کتاب ہے۔ یہ کتاب دو سو پانچ صفحات پر مشتمل ہے۔

کتاب کا مقدمہ بہت جاندار ہے جس میں مصنف مرحوم نے عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں خواتین کے مضبوط سماجی کردار کا ذکر کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ معاشرے میں ان کا کردار بہت متحرک تھا۔ تجارت، تعلیم پھر طبابت وجراحت میں ان کا کردار بہت اہم تھا کچھ مجاہدات صحابیات بھی تھیں جنہوں نے غزوات میں بھرپور حصہ لیا۔ ایسے ہی کئی صحابیات اکثر زیارت نبوی سے شرف یاب ہوتیں جس کے نتیجے میں شریعت کے کئی احکامات نازل ہوئے کچھ خوش نصیب صحابیات کے دولت کدوں پر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ خود جاتے تھے۔ شادی کے معاملات میں خواتین کی پسند و ناپسند کا خصوصی خیال رکھا جاتا تھا۔ مصنف نے مقدمہ میں بتایا ہے کہ عہد نبوی کی عورت ایک آزاد، فعال اور مضبوط عورت تھی۔

مصنف نے مختلف سماجی جہات سے عہد نبوی کی عورت اور پھر خود سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ کی روشنی میں خواتین کے کردار پر الگ الگ بحث کی ہے۔

کتاب کے اہم عناوین درج ذیل ہیں:

۱. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواتین کے گھر میں
۲. مدنی خواتین کے گھروں میں
۳. خواتین بیت نبوی میں
۴. کاشانہ نبوی میں مدنی خواتین
۵. زیارات خواتین اور اشاعت حدیث
۶. احکام اسلام کا ارتقا اور زیارات خواتین
۷. غزوات نبوی میں خواتین

۸. خواتین کی تزویج نبوی

۹. عورتوں کا حق خرید و فروخت اور کسب معاش

۱۰. صحابہ کرام اور خواتین کے معاشرتی تعلقات

۱۱ . عورتوں کی شکایات اور ان کا ازالہ

۱۲ . اختلاط مرد و زن کے اصول نبوی

مصنف کتاب کے ابتدائیہ میں لکھتے ہیں:

"اختلاط مرد و زن کے باب میں ہماری سوچ بالعموم منفی رہتی ہے اور اس کے لیے ہماری ناقص تربیت اور ناقص تر معلومات ذمہ دار ہیں جو صدیوں کے مردانہ توہمات کی پیدا کردہ ہیں۔"[2]

مصنف نے نہایت باادب، پروقار اور پر اعتماد انداز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواتین سے ملاقاتوں کا ڈیٹا اکٹھا کر کے بیان کیا ہے۔

نبی کریم ﷺ بالخصوص بعثت کے بعد اپنی پھوپھیوں کے گھر تشریف لے گئے اور پھوپھیوں کے مشورے سے قریبی رشتے داروں کو دعوت دینے کے غرض سے بنو عبد مناف کے گھر میں جمع کیا۔ پھوپھیوں کا مشورہ تھا کہ خواتین کو جمع نہ کیا جائے وہ اپنے مردوں کے تابع ہوتی ہیں یہ بات مان لی گئی، پھوپھیوں کا دوسرا مشورہ تھا کہ ابو لہب کو دعوت نہ دی جائے کیونکہ وہ بدنظمی پیدا کرے گا یہ بات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں مانی۔[3]

پھوپھیوں کے علاوہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنی چچیوں سے ملاقات کے لیے ان کے گھر جانے کا بھی ذکر ہے۔ ان میں جناب زبیر بن عبدالمطلب ہاشمی کی بیوی عاتکہ بنت ابی وہب مخزومی، حضرت ابو طالب کی بیوی حضرت سیدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا اور حضرت سیدنا عباس کی بیوی حضرت سیدہ ام الفضل لبابہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے ہاں کثرت سے جاتے تھے۔[4] ایسے ہی اپنی چچازاد بہن حضرت سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کے ہاں بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جانے کی روایات ملتی ہیں۔ پھر حضرت سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کے گھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باقاعدگی سے جایا کرتے تھے بلکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد حضرت سیدنا ابو بکر صدیق، حضرت سیدنا عمر اور حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم اپنے دور خلافت میں حضرت سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کے ہاں ان کی زیارت کرنے جاتے تھے۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہجرت سے پہلے جانا عام تھا۔

مکی دور کے ایسے متعدد واقعات نقل کرنے کے بعد وہ لکھتے ہیں:

"مکی خواتین کی زیارات نبوی کا ایک فقہی اور قانونی نکتہ یہ ہے کہ ان میں محرم اور غیر محرم دونوں قسم کی خواتین طاہرات شامل تھیں۔ محرمات میں پھوپھیاں، رضاعی بہنیں، اور بھانجیاں، بھتیجیاں وغیرہ شامل تھیں۔ غیر محرم خواتین پھوپھی زاد، خالہ زاد، چچازاد بہنیں اور بعض دوسری رشتہ دار جیسے سالیاں اور غیر رشتہ دار خواتین شمار کی جاسکتی ہیں۔"
5

"انصاری خواتین کے گھروں میں" کے عنوان سے بھی متعدد واقعات نقل کرنے کے بعد ان کا خلاصہ یوں بیان کیا ہے:

"رسول اکرم ﷺ ان کے گھروں میں بکثرت جایا کرتے تھے۔ ان کے علاوہ ان کی خواتین مطہرات سے بھی ملتے، ان سے کلام و گفتگو فرماتے تھے، ان کے ساتھ کھاتے پیتے، ان کی میزبانی اور مدارات قبول فرماتے تھے۔ دوپہر سر پر آجاتی تو ان ہی کے گھروں میں قیلولہ فرماتے تھے۔ رات چھا جاتی تو کبھی کبھی شب بسری بھی فرماتے تھے۔ خواتین انصار اور خاتونان مدینہ مہر و محبت کی پتلیاں تھیں اور اسلامی عقیدت اور نبوی محبت سے سرشار بھی۔ وہ آپ ﷺ کا سر دباتی تھیں، بالوں میں چمپی کرتی تھیں اور دوسری خدمات انجام دیتی تھیں۔ آپ ﷺ کے وجود مسعود اور پاکیزہ جسم اطہر کا گلاب جیسا پسینہ جمع کر لیتی تھیں، موئے مبارک ہاتھ آجاتے تو سنبھال کر تبرک جان کر سینت لیتی تھیں۔ انصاری خواتین سے رسول اکرم ﷺ کے سماجی روابط پر ایک تحقیقی کتاب لکھی جاسکتی ہے۔"[6]

صدیقی صاحب نے بخاری شریف کی ایک روایت کا ذکر بھی کیا ہے، جس کا متن حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا، زوجہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی زبانی یہ ہے:

"زبیر رضی اللہ عنہ کی وہ زمین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں دی تھی، اس سے میں اپنے سر پر کھجور کی گٹھلیاں گھر لایا کرتی تھی۔ یہ زمین میرے گھر سے دو میل دور تھی۔ ایک روز میں آرہی تھی اور گٹھلیاں میرے سر پر تھیں کہ راستے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوگئی۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قبیلۂ انصار کے کئی آدمی تھے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا۔ پھر (اپنے اونٹ کو بٹھانے کے لیے) کہا: "اخ اخ"۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ مجھے اپنی سواری پر اپنے پیچھے سوار کر لیں، لیکن مجھے مردوں کے ساتھ چلنے میں شرم آئی اور زبیر رضی اللہ عنہ کی غیرت کا بھی خیال آیا۔ زبیر رضی اللہ عنہ بڑے ہی باغیرت تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی سمجھ گئے کہ میں شرم محسوس کر رہی ہوں۔ اس لیے آپ آگے بڑھ گئے۔ پھر میں زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور ان سے واقعہ کا ذکر کیا کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے میری ملاقات ہوگئی تھی۔ میرے سر پر گٹھلیاں تھیں اور آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے چند صحابہ بھی تھے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا اونٹ مجھے بٹھانے کے لیے بٹھایا، لیکن مجھے اس سے شرم آئی اور تمھاری غیرت کا بھی خیال آیا۔ اس پر زبیر نے کہا کہ اللہ کی قسم! مجھ کو تو اس سے بڑا رنج ہوا کہ تو گٹھلیاں لانے کے لیے نکلے، اگر تو آں حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار ہو جاتی تو اتنی غیرت کی بات نہ تھی (کیونکہ اسماء رضی اللہ عنہا آپ کی سالی اور بھاوج، دونوں ہوتی تھیں)۔"[7]

مدینے کے مخلوط سماجی اجتماعات کے بارے میں صدیقی صاحب لکھتے ہیں:

"شادی بیاہ، عقیقہ اور وفات وغیرہ پر صحابہ اور صحابیات کے مخلوط اجتماع ہوتے تھے۔"[8]

صدیقی صاحب، کسب معاش کے ہر شعبہ میں خواتین کی آزادانہ اور بھرپور شمولیت کا ذکر تے ہیں۔ تجارت و کاروبار سے لے کر مزدوری اور بازار میں خرید وفروخت سے لے کر گھر گھر جا کر اشیا کی خرید وفروخت کرنے والی خواتین کے بارے میں معلومات فراہم کی ہیں۔ حضرت شفاء کو آپ نے بازار کی نگران افسر کے طور پر تعینات کیا تھا۔[9]

خواتین کی معاشی خودمختاری

مصنف نے ذکر کیا ہے کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور کی عورت کو معاشی خودمختاری حاصل تھی، اس وقت کی عورت کو کسب معاش کا حق حاصل تھا اور ان کو مکمل مواقع بھی فراہم کیے گئے۔ بلکہ دو جاہلیت میں بھی خواتین مختلف پیشوں سے وابستہ تھیں۔ حضرت سیدہ ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تجارت سے وابستہ ہونا تو مشہور ہے، اس کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہا کی بہن حضرت سیدہ ہالہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا چمڑے کی تجارت کی دور کرتی تھیں۔ اس سے پہلے دور جاہلیت و دور اسلام میں ابو جہل کی ماں اسماء بنت مخربہ ثقفی عطر فروشی کا کام کرتی تھی۔ ان کے فرزند حضرت عبداللہ بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ یمن سے عطر لایا کرتے تھے۔ ایک صحابیہ حضرت قیلہ انماریہ رضی اللہ عنہا نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حج یا عمرہ کے ایام میں مروہ کے پاس تجارت کے احکامات پوچھے۔ امہات المومنین میں حضرت سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا دستکاری کرتی تھیں، حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ کا نام بھی زینب تھا یہ بھی دستکار خاتون تھیں اور زینب کے نام سے ایک اور انصاری خاتون جو حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں وہ بھی اپنے ہاتھوں کاریگری کرتی تھیں۔ مصنف نے اس مقالے میں ایک غفاری اجیر کا بھی ذکر کیا ہے جو اپنی اہلیہ کے ساتھ ایک چراگاہ میں سرکاری جانوروں کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے۔ ایسے ہی طبابت وجراحت کا ذکر پہلے بھی ہو چکا ہے اس فن میں خواتین کو کمال حاصل تھا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری ایام میں حضرت سیدہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہ نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دہن مبارک میں دوا ڈالی۔ زراعت کے شعبے سے بھی خواتین وابستہ تھیں حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے والد کی آمدنی میں سے زرعی جائیداد کا حصہ ملا جہاں سے شہد آیا کرتا تھا۔ عرب کے جاہلی و مسلم معاشرے میں لڑکیوں کا ختنہ بھی کیا جاتا تھا، تو اس کو انجام دینے کے لیے بھی عورتیں تھیں مکہ مکرمہ کی ایک ختانہ کا نام ام السباع تھا جو بنو خزاعہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ بازار کے افسر کے طور پر بھی ایک خاتون حضرت شفاء کے تقرر کا ذکر ملتا

ہے۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاتون معاشی طور پر اپنے خاندان کی معاونت بھی کرتی تھی اور جو خاتون اپنے فن میں ماہر تھیں ان کو مکمل مواقع بھی ملتے تھے اور بارگاہ اقدس سے حوصلہ افزائی بھی ہوتی تھی۔[10]

گانے بجانے والی خواتین کا ایک طبقہ بھی تھا جو لوگوں کو اپنے گانے سے لطف اندوز کرتا اور پیسے کماتا تھا۔[11]۔انھی میں میت پر ماتم و نوحہ کر کے پیسے کمانے والیاں بھی تھیں۔اس طبقے کا، البتہ خاتمہ کر دیا گیا،[12]کیونکہ نوحہ گری کی مذمت کی گئی ہے، مگر گانے بجانے والیوں کو گوارا کیا گیا۔ان میں سے بعض خواتین نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کئی بار اپنے فن کا مظاہرہ بھی کیا۔ تاہم جن صحابہ کے مزاج میں سختی تھی، جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ، ان کے سامنے وہ گانے بجانے سے جھجکتی تھیں۔ایک روایت، جس کا ذکر صدیقی صاحب کی کتاب میں نہیں ملا، وہ ہے ناچنے والے حبشیوں کا ایک تماشا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کو دیر تک کرایا۔

حضرت رفیدہ یا کعیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ مستقل جراح و طبیب نبوی تھیں۔مسجد کے صحن میں ان کا خیمہ مستقل طور پر لگا رہتا تھا جہاں وہ علاج کیا کرتی تھیں اور آپ ان سے مسلسل ملاقاتیں فرماتے تھے۔[13]

صدیقی صاحب ذکر کرتے ہیں کہ جنگوں میں نہ صرف خواتین زخمیوں کو سنبھالتیں، بلکہ ان کو ان کے گھروں تک پہنچانے کی مشقت بھی کرتی تھیں۔اپنے اہل تعلق مرد و خواتین کی بیماری میں دونوں طبقات ایک دوسرے کی عیادت کیا کرتے تھے۔امام بخاری نے "کتاب المرضی" میں ایک باب، "عیادۃ النساء الرجال" کا باب باندھا ہے، جس میں وہ ام درداء کا ایک انصاری جو مسجد میں رہتے تھے، کی عیادت کا ذکر کرتے ہیں۔

معاش اور کاروبار کے سلسلے میں مرد اور خواتین کے تعامل کے بارے میں مظہر صدیقی صاحب لکھتے ہیں:

> "خواتین مرد تاجروں، خوردہ فروشوں سے خریداری کرتی تھیں اور مرد حضرات متعدد تاجر بیبیوں سے ان کا سامان تجارت خریدتے تھے۔متعدد مردوں نے خاتون تاجرات سے مضاربت، اجرت اور اشتراک کی بنیاد پر کاروبار کیا اور ان کے گماشتے تک بننے کی جرأت کی۔باغات، کھیتوں اور اموال میں دونوں کے شانہ بشانہ کام کرنے اور زرعی پیداوار بڑھانے کے کاموں میں حصہ لینے کا پکا ثبوت ہے۔"[14]

اسلام نے عورتوں کو ذاتی ملکیت اور کاروبار کرنے کا مکمل حق دیا ہے جس کی نظیر امہات المومنین و دیگر صحابیات کے ہاں موجود ہے۔ جہاں احتیاط کے نام پر سختی پر مصنف نے تنقید کی ہے وہاں تجدد پسندوں کی جانب سے بے ہنگم آزادی کی بات کو بھی مصنفؒ نے رد کیا ہے۔

سماجی تعامل

اس میں بتایا گیا ہے کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بھی خواتین کے معاشرتی تعلقات تھے اور یہ معاشرتی میل جول اسلام سے پہلے جاہلیت میں بھی تھا،ان روابط میں اسلام نے کچھ اصلاحات کیں اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکمیل دین کے ساتھ تعمیر تہذیب کا بھی کام کیا۔

اختلاط مرد وزن کے حوالے سے حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ورقہ بن نوفل رحمۃ اللہ علیہ کی باہمی ملاقاتوں کا پتہ چلتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ورسالت کے بعد حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے ذاتی طور پر حضرت ورقہ بن نوفل سے کئی انفرادی ملاقاتیں کیں۔

حضرت سیدنا خباب بن ارت تمیمی رضی اللہ عنہا حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت فاطمہ بنت خطاب اور بہنوئی حضرت سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید کی تعلیم دینے ان کے گھر جایا کرتے تھے۔ حضرت سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کے واقعے پر قیاس کیا جاسکتا ہے کہ اور بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ معمول تھا۔ پھر ہجرت حبشہ میں مرد وخواتین اکٹھے حبشہ گئے وہاں قیام کے دوران مہاجرین ومہاجرات کا اجتماعی نظم ونسق قائم تھا نجاشی کے دربار میں جانے سے پہلے صحابیات سے مشاورت ہوئی اس سلسلے میں حضرت ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا کردار واضح نظر آتا ہے۔

حضرت سیدنا ابودرداء انصاری اور حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہم مواخاتی بھائی تھے۔ حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اپنے مواخاتی بھائی کے گھر اکثر جاتے رہتے تھے ایک بار حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ موجود نہیں تھے کہ ان کی بیوی نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی عدم توجہی کی شکایت کی، جس پر حضرت سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کی اصلاح کی اور ان کو اعتدال ومیانہ روی کی نصیحت فرمائی۔اس باب میں مصنف نے بتایا ہے کہ صحابہ کرام اور صحابیات کے مابین معاشرتی میل جول جس میں دین کی حدود کا مکمل لحاظ رکھا جاتا تھا قائم تھا۔

نکاح وطلاق میں خواتین کی آزادی انتخاب کے متعدد واقعات کے حوالے دے کر لکھتے ہیں:

> نہ صرف ثیبہ (شوہر دیدہ)، بلکہ کنواری لڑکیوں کے نکاح، جو ان کی پسند کے خلاف کیے گئے، رسول اللہ کی عدالت سے رد کروائے گئے۔[15] اِسی طرح خواتین کی شکایت معقول پا کر آپ نے ان کے مطالبے پر ان کے شوہروں سے ان کے نکاح فسخ کرادیے۔

مصنف علامہ ابن حجر عسقلانی کے حوالے سے بہ صراحت لکھتے ہے کہ حجاب کے حکم کے بعد بھی ایسے واقعات ملتے ہیں۔[16] حقیقت یہ ہے کہ حجاب کا کوئی ایسا عمومی حکم کبھی نازل نہیں ہوا جو مردوں اور عورتوں کی ایک دوسرے سے معروف وپر وقار انداز کی سماجی

ملاقاتوں کو بھی ممنوع ٹھیراتا ہو۔ حجاب کا خصوصی حکم ازواج نبی کے لیے ان کے خصوصی مقام و مرتبے کی وجہ سے دیا گیا تھا اور عام خواتین کو گھر سے نکلتے وقت ایک اضافی چادر ان کی پہچان قائم رہنے کا حکم تھا تا کہ منافقین کے پاس یہ عذر نہ رہے کہ انھوں نے انھیں عام خاتون یا لونڈی وغیرہ سمجھ کر ہلکا لے لیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ مظہر صدیقی صاحب کو حجاب کے حکم سے پہلے اور بعد میں صحابیات کی سر گرمیوں میں کوئی فرق نہیں ملا، بلکہ بقول ان کے آیت حجاب کے بعد ان کی سر گرمیوں میں اضافہ دیکھنے میں آیا۔

ہر قسم کے لوگوں سے تشکیل پایا ہوا ایک زندہ سماج انسانی کمزوریوں سے مبرا نہیں ہوتا۔ صدیقی صاحب نے اس پہلو کو بھی خوبی سے نمایاں کر کے بتایا ہے کہ اس سے بھی دین و شریعت کی رہنمائی کا کیا خیر برآمد ہوا ہے۔ تاہم، زنا اور ریپ کے واقعات پر سیرت کے باب میں جو رہنمائی ملتی ہے، وہ اس کتاب میں نظر نہیں آئی۔

ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی نے عہد رسالت کے مسلم سماج کا جو تصور روایات کی روشنی میں پیش کیا ہے، وہ ایک زندہ، متحرک اور فطری سماج کا نمونہ ہے، جس پر بعد کے ادوار کی وہ قانونی، فقہی اور ثقافتی پابندیاں نظر نہیں آتیں جن پر ہمارے روایتی دینی طبقے کی طرف سے اصرار کیا جاتا ہے۔

اپنی نہایت وقیع کتاب کا اختتام صدیقی صاحب نے جن الفاظ پر کیا ہے، اس مضمون کا اختتام بھی انھی الفاظ پر کیا جاتا ہے:

> "سیرت و حدیث اور تاریخی واقعات، بلکہ قرآنی آیات سے بھی یہ حقیقت ثابت ہوتی ہے کہ اسلامی حدود و شرعی قیود کے ساتھ مرد و زن کے ارتباط اور صنفی اختلاط کی پوری اجازت تھی اور نہ صرف اجازت تھی، بلکہ وہ ایک سماجی روایت بھی تھی جسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی متواتر سنت کا پشتہ حاصل تھا۔ مرد و زن کے اختلاط و ارتباط کا اصل اصول اور صحیح طریقہ یہی طریق نبوی اور انداز صحابہ تھا، نہ بعد کے خود پسند اور دقت پرست علما و فقہا کا طریقہ اور نہ ہی جدت طراز اور اباحت پسند سماجی دانشوروں کا بے محابا اور بے سلیقہ فکر و عمل۔ دنیاوی فلاح و مسرت اور اخروی بہبود و نجات صرف سنت نبوی اور تعامل صحابہ میں ہے۔" [17]

خلاصہ

مصنف نے کتاب میں جا بجا سیرت النبی سے حاصل شدہ اختلاط مرد و زن کے اصولوں پر گفتگو کی ہے اور اس بارے میں موجودہ مذہبی طبقے کی جانب سے سخت پابندیوں پر ہلکا پھلکا نقد کیا ہے۔ بیشک دین نا صرف گناہ کو روکتا ہے بلکہ اس کی طرف کھلنے والے دروازوں کو بھی بند کرتا ہے۔ لیکن حد سے زیادہ احتیاط نے اس رویہ کو بے لچک بنا دیا ہے۔ مثلاً مصنفؒ نے لکھا ہے کہ عہد نبوی میں عورتوں کو باہر کام اور ضرورت پر نکلنے کی مکمل آزادی تھی اور یہ آزادی حجاب کے احکامات نازل ہونے کے بعد بھی حاصل رہی، بس اسلام نے حدود و قیود کا تعین کر دیا ہے۔

عورتوں کے مسجد میں جانے کے حوالے سے بھی مصنف کا موقف یہ ہے کہ اس میں سماج کو مدنظر رکھنا چاہیے جن معاشروں میں عورتیں مساجد میں جاتی ہیں اور ان کا انتظام ہے تو ان کو جانا چاہیے جہاں حالات اس کے برعکس ہیں تو وہاں پر اصرار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ شریعت نے عورت کو اس حوالے سے رعایت دی ہے تو اس لیے اس کو سماجی روایت کے مطابق دیکھنا چاہیے۔

حواشی، حوالہ جات

[1] پروفیسر ڈاکٹر یاسین مظہر صدیقی ہندوستان کی ریاست اترپردیش کے ضلع لکھیم پور کھیری کے ایک قصبے ''گولا'' میں 26 دسمبر 1944ء کو پیدا ہوئے۔ ہجری تقویم کے حساب سے تاریخ ولادت 1363ھ بنتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا یہ نام ان کے والد مولوی انعام علی نے تاریخی مناسبت سے رکھا تھا، اور یہ نذر مانی تھی کہ اگر میرا پہلا بیٹا پیدا ہوا تو اسے عالم دین بناؤں گا۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے آبائی قصبے میں حاصل کی، جس کے بعد آپ 1953ء میں لکھنؤ چلے گئے۔ وہاں ندوۃ العلماء سے 1959ء میں ''عالم'' اور 1960ء میں لکھنؤ یونیورسٹی سے ''فاضل ادب'' کیا۔ 1960ء سے 1962ء تک جامعہ ملیہ میں ہائیر سیکنڈری کیا، پھر بی۔ اے۔ اور بی۔ ایڈ۔ کیا۔ بعد ازاں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں داخلہ لیا جہاں سے 1968ء میں ایم۔اے۔ تاریخ، 1969ء میں ایم-فل۔ اور 1975ء میں تاریخ ہی کے مضمون میں پی ایچ۔ ڈی۔ کی ڈگری حاصل کی۔ ان تینوں اداروں کی نسبت سے آپ ندوی، جامعی اور علیگ بھی تھے۔ جن اساتذہ کرام سے آپ نے فیض پایا ان میں ابوالحسن علی ندوی، خلیق احمد نظامی، اسحاق سندیلوی، عبدالحفیظ بلیاوی، سعید احمد خیر آبادی، عبدالوحید قریشی، غلام محمد قاسمی، مولانا داؤد غزنوی، مجاہد حسین زیدی اور مولانا محمد رابع حسنی ندوی جیسی نامور علمی شخصیات شامل ہیں۔ آپ کے تدریسی سفر کا آغاز 1970ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبۂ تاریخ میں بطور ریسرچ اسسٹنٹ کی حیثیت سے ہوا۔ 1983ء میں آپ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے ''ادارۂ علوم اسلامیہ'' سے وابستہ ہو گئے۔

بعد ازاں 1997ء سے 2000ء تک بطور ڈائریکٹر ادارہ علوم اسلامیہ فرائض سرانجام دیے۔ 2001ء میں علوم اسلامیہ کے ذیلی ادارے ''شاہ ولی اللہ دہلوی ریسرچ سیل'' کے ڈائریکٹر کی حیثیت سے بھی کام کیا۔ آپ 31 دسمبر 2006ء کو ادارہ علوم اسلامیہ سے سبکدوش ہو گئے، تاہم شاہ ولی اللہ ریسرچ سیل کے ڈائریکٹر کے طور پر تقریباً دس سال کام کیا۔ اس دوران میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے مختلف پہلوؤں پر 2000ء سے 2010ء تک قومی و بین الاقوامی سیمینار منعقد کروائے۔ آپ کی اس عرصے میں ڈیڑھ درجن کے قریب چھوٹی بڑی کتب منصۂ شہود پر آئیں۔ ڈاکٹر یاسین مظہر صدیقی عربی، اردو اور انگریزی تینوں زبانوں پر عبور رکھتے تھے۔ مختلف موضوعات پر آپ کے 500 سے زائد مقالات اور متعدد کتابیں شائع ہوئیں۔ آپ کی چند کتابوں کے نام درج ذیل ہیں: عہد نبوی میں تنظیم ریاست و حکومت، خلافتِ اموی خلافتِ راشدہ کے پس منظر میں، بنو ہاشم اور بنو امیہ کے معاشرتی تعلقات، مصادر سیرتِ نبوی، رسول اکرم ﷺ کی رضاعی مائیں، سیرتِ نبوی کا عہدِ مکی، عہدِ نبوی کا تمدن، نبی اکرم ﷺ اور خواتین... ایک سماجی مطالعہ، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ دہلوی کی قرآنی خدمات، شاہ ولی اللہ کا رسالۂ سیرت، سرسید اور علوم اسلامیہ وغیرہ۔

[2]صدیقی، محمد یسین مظہر، ڈاکٹر، نبی کریم ﷺ اور خواتین ایک سماجی مطالعہ، نشریات، اردو بازار، لاہور، ۲۰۰۸ء، ص۹

Ṣadīqī, Muḥammad Yasīn Maẓhar, "Nabī Karīmﷺāwr Ḫawātīn āyk Samāğī Muṭālʿh", Nšryāt, Urdu bāzār, Lāhore, 2008, p.9.

[3]صدیقی، محمد یسین مظہر، ڈاکٹر، نبی کریم ﷺ اور خواتین ایک سماجی مطالعہ، ص۲

Ṣadīqī, Muḥammad Yasīn Maẓhar, "Nabī Karīmﷺāwr Ḫawātīn āyk Samāğī Muṭālʿh", p.2

[4]صدیقی، محمد یسین مظہر، ڈاکٹر، نبی کریم ﷺ اور خواتین ایک سماجی مطالعہ،، ص۴

Ṣadīqī, Muḥammad Yasīn Maẓhar, "Nabī Karīmﷺāwr Ḫawātīn āyk Samāğī Muṭālʿh", p.4

[5]صدیقی، محمد یسین مظہر، ڈاکٹر، نبی کریم ﷺ اور خواتین ایک سماجی مطالعہ، ص۱۲

Ṣadīqī, Muḥammad Yasīn Maẓhar, "Nabī Karīmﷺāwr Ḫawātīn āyk Samāğī Muṭālʿh", p.12

[6]صدیقی، محمد یسین مظہر، ڈاکٹر، نبی کریم ﷺ اور خواتین ایک سماجی مطالعہ، ص۲۳

Ṣadīqī, Muḥammad Yasīn Maẓhar, "Nabī Karīmﷺāwr Ḫawātīn āyk Samāğī Muṭālʿh", p.23

[7]بخاری، محمد بن اسمعیل، الجامع الصحیح، رقم ۵۲۲۴

Buḫārī, Muḥammad bin Ismaʿīl, Ālǧāmʿ Ālṣaḥīḥ, Hadith: 5224

[8]صدیقی، محمد یسین مظہر، ڈاکٹر، نبی کریم ﷺ اور خواتین ایک سماجی مطالعہ، ص۱۶۹

Ṣadīqī, Muḥammad Yasīn Maẓhar, "Nabī Karīmﷺāwr Ḫawātīn āyk Samāğī Muṭālʿh", p.169

[9]صدیقی، محمد یسین مظہر، ڈاکٹر، نبی کریم ﷺ اور خواتین ایک سماجی مطالعہ، ص۱۵۶

Ṣadīqī, Muḥammad Yasīn Maẓhar, "Nabī Karīmﷺāwr Ḫawātīn āyk Samāğī Muṭālʿh", p.156

[10]صدیقی، محمد یسین مظہر، ڈاکٹر، نبی کریم ﷺ اور خواتین ایک سماجی مطالعہ، ص۱۳۹-۱۵۴

Ṣadīqī, Muḥammad Yasīn Maẓhar, "Nabī Karīmﷺāwr Ḫawātīn āyk Samāğī Muṭālʿh", p.139-154

[11] صدیقی، محمد یسین مظہر،ڈاکٹر، نبی کریم ﷺ اور خواتین ایک سماجی مطالعہ، ص۱۳۹-۱۵۴

Ṣadīqī, Muḥammad Yasīn Maẓhar, "Nabī Karīmﷺāwr Ḫawātīn āyk Samāğī Muṭāl`h", p.139-154

[12] صدیقی، محمد یسین مظہر،ڈاکٹر، نبی کریم ﷺ اور خواتین ایک سماجی مطالعہ، ص۱۵۴، بہ حوالہ بلاذری۱/۳۶۰-۳۶۱

Ṣadīqī, Muḥammad Yasīn Maẓhar, "Nabī Karīmﷺāwr Ḫawātīn āyk Samāğī Muṭāl`h", p.154.

[13] صدیقی، محمد یسین مظہر،ڈاکٹر، نبی کریم ﷺ اور خواتین ایک سماجی مطالعہ، ص۱۱۸

Ṣadīqī, Muḥammad Yasīn Maẓhar, "Nabī Karīmﷺāwr Ḫawātīn āyk Samāğī Muṭāl`h", p.118

[14] صدیقی، محمد یسین مظہر،ڈاکٹر، نبی کریم ﷺ اور خواتین ایک سماجی مطالعہ، ص۱۷۰

Ṣadīqī, Muḥammad Yasīn Maẓhar, "Nabī Karīmﷺāwr Ḫawātīn āyk Samāğī Muṭāl`h", p.170

[15] صدیقی، محمد یسین مظہر،ڈاکٹر، نبی کریم ﷺ اور خواتین ایک سماجی مطالعہ، ص۱۷۴

Ṣadīqī, Muḥammad Yasīn Maẓhar, "Nabī Karīmﷺāwr Ḫawātīn āyk Samāğī Muṭāl`h", p.174

[16] صدیقی، محمد یسین مظہر،ڈاکٹر، نبی کریم ﷺ اور خواتین ایک سماجی مطالعہ، ص۱۶۷

Ṣadīqī, Muḥammad Yasīn Maẓhar, "Nabī Karīmﷺāwr Ḫawātīn āyk Samāğī Muṭāl`h", p.167

[17] صدیقی، محمد یسین مظہر،ڈاکٹر، نبی کریم ﷺ اور خواتین ایک سماجی مطالعہ، ص۲۰۵

Ṣadīqī, Muḥammad Yasīn Maẓhar, "Nabī Karīmﷺāwr Ḫawātīn āyk Samāğī Muṭāl`h", p.205